

## 5208- سستی کرتے ہوئے نماز چھوڑ دی

### سوال

اگر میں سستی کی بنا پر نماز نہ پڑھوں تو مجھے کافر سمجھا جائے گا یا نافرمان مسلمان؟

### پسندیدہ جواب

امام احمد سستی کرتے ہوئے نماز چھوڑنے والے کو کافر کہتے ہیں، یہی موقف راجح ہے، کتاب و سنت کے دلائل اور سلف صالحین کا فہم اور صحیح نظر و فخر بھی اسی موقف کی تائید کرتے ہیں۔

تفصیلات کیلئے دیکھیں: "الشرح الممتحن علی زاد الاستقیح" (2/26)

کتاب و سنت کی نصوص پر غور و فخر کرنے والا اس نتیجے تک پہنچ گا کہ قرآن و سنت دونوں ہی نماز چھوڑنے والے شخص کے کفر اکبر پر دلالت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ شخص ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے، چنانچہ قرآنی دلائل میں سے چند یہ ہیں:

﴿فَإِن تَابُوا أَتَقْرَبُوا إِلَهَةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَإِنَّمَا تُخْرَجُونَ مِنْهُمْ فِي الْفَرِيْدِ﴾۔

ترجمہ: اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کرنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں [التوبہ: 11]

یہ آیت دلیل اس طرح بنتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور مشرکین کے درمیان دینی بھائی چارہ کے قیام کو تین شروط کے ساتھ نماز قرار دیا ہے کہ وہ: شرک یہ امور سے توبہ کر لیں، نماز قائم کریں، اور زکاۃ ادا کریں، چنانچہ اگر مشرکین شرک سے توبہ تو کر لیں لیکن نماز اور زکاۃ کا اہتمام نہ کریں تو وہ ہمارے دینی بھائی نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر وہ نماز تو قائم کریں لیکن زکاۃ ادا نہ کریں تو وہ ہمارے دینی بھائی نہیں ہیں، اور یہ بات واضح ہے کہ دینی انخوٹ اسی وقت ختم ہوتی ہے جب انسان دین سے کلی طور پر باہر نکل جائے، محس فتن اور کبیرہ گناہوں سے دینی انخوٹ ختم نہیں ہوتی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

﴿أَفَلَمْ يَرَوْهُمْ خَلْفُ أَضَالُّهُا الشَّرَّةُ وَأَتْبَعُوا الشَّوَّاتِ فَتُوْفَى مُلْقُوْنَ غَيْرًا (59) إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُوْتَكَ بِيَدِهِنَ الْجَنَّةُ وَلَا يُنْظَمُونَ شَيْئًا﴾۔

ترجمہ: پھر ان کے بعد ان کی نالائی اولاد ان کی جانشی بنی جنوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کے پیچے لگ گئے۔ وہ عنقریب گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے۔ [60] البتہ ان میں سے جس نے توبہ کر لی، ایمان لایا اور اچھے عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ ہوگی۔ [مریم: 59، 60]

یہ آیت دلیل اس طرح بنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نمازیں ضائع کرنے والوں اور شووت پر سستی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو کہا: "إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ" [البنتان میں سے جس نے توبہ کر لی، اور ایمان لایا] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ نمازیں ضائع کر رہے تھے اور شووت پر سستی میں مگن تھے، وہ اس وقت مومن نہیں تھے۔

اسی طرح تاریک نماز کے کافر ہونے پر احادیث مبارکہ میں بھی دلائل موجود ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے) امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے کتاب الایمان میں سیدنا جابر بن عبد اللہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

اسی طرح بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ : (ہمارے اور ان کے درمیان معابدہ نماز ہے، جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا) اسے احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں کفر سے مراد وائزہ اسلام سے خارج کر دینے والا کفر ہے: کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومنوں اور کافروں کے درمیان حدفاصل مقرر فرمایا ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ملت کفر اور ملت اسلامیہ دونوں الگ الگ ہیں، لہذا اگر کوئی شخص معابدے یعنی نماز کی پابندی نہیں کرتا تو وہ کافروں میں سے ہے۔

اسی طرح عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں، وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم ان کیلئے دعائیں کرتے ہو، اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض کرو اور وہ تم سے بغض کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں) کہا گیا: اللہ کے رسول کیا ہم توارے اسے نیچے نہ اتار دیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں، جب تک وہ تمہارے اندر نماز پڑھتے رہیں)

تو اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور ان پر مسلح کارروائی اسی وقت ہو گئی جب وہ نماز نہ پڑھیں، لہذا حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور ان کے خلاف اعلان جنگ اسی وقت ہو گا جب وہ صریح طور پر کفریہ کام کریں اور ہمارے پاس ان کے کفر کو ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل بھی ہو؛ کیونکہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعوت دی تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتی ہوئے جو امور ذکر کئے تھے وہ یہ تھے : ہم ہر وقت اطاعت کریں گے اور بات سنیں گے چاہے وہ ہماری مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو، چاہے ہم شنگی میں ہوں یا خوشنامی میں اور پچاہے ہمیں نظر انہا ذکر کے ہم پر دوسروں کی ترجیح دی جا رہی ہو، نیز ہم حکمرانوں سے حکومت نہیں چھینیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا کہ تم واضح ترین کفر دیکھو کہ تمہارے پاس اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے واضح دلیل بھی ہو" مفتون علیہ

اس حدیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور مسلح کارروائی کو نمازیں نہ پڑھنے کے ساتھ نتھی اور منکر فرمایا، اور حکمرانوں کی جانب سے نماز نہ پڑھنے کا عمل ان کے واضح کفر کی علامت ہے جس کے متعلق ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل بھی ہو۔

اگر کوئی شخص کہے کہ : کیا ایسا کرنا ممکن نہیں ہے، کیونکہ اس میں دو قباحتیں ہیں ؟

تو ہم کہیں گے : ایسا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں دو قباحتیں ہیں :

1- اس طرح سے جس وصف کو صاحب شریعت نے معتبر سمجھا اور اسی کے ساتھ حکم بھی لا گو فرمایا ہم اس وصف کو کالعدم قرار دے دیں گے؛ کیونکہ صاحب شریعت نے کفر کا حکم نماز چھوڑنے پر لگایا ہے نماز کا انکار کرنے پر نہیں، اسی طرح صاحب شریعت نے نماز قائم کرنے پر دینی انوت کھڑی کی ہے محس نماز کے فرض ہونے کا اقرار کرنے پر نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ : [فَإِن تَابُوا وَأَفْرَغُوا بِوْجُوبِ الْعَتَلَةِ] (یعنی : اگر وہ توہہ کر لیں اور نماز فرض ہونے کا اقرار کر لیں) اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ : (آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز کی فرضیت کے انکار کا ہے) یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ : (ہمارے اور ان کے درمیان معابدہ نماز کے واجب ہونے کا اقرار ہے، جس نے نماز کے واجب ہونے کا انکار کیا اس نے کفر کیا) اگر یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہوتی تو اس سے عدوی قرآن کریم کی فساحت و بلاغت کے منافی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا ہے :

وَرَأَتُمْ أَنَّكُمْ تَهْتَنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ۔

ترجمہ : اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کی وضاحت کرتی ہے۔ [الخ : 89]

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:  
[وَأَنْذَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكُرْتَبَيْنَ لِلَّأَسْ نَازِلَ إِلَيْكُمْ]

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی جانب ذکر نمازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو واضح کر کے بتائیں جو کچھ ان کی جانب نمازل کیا گیا ہے۔ [الخ: 44]

2- دوسری قباحت یہ ہے کہ ایسے وصف کو شرعاً حکم کا محور سمجھنا پڑے گا جسے صاحب شریعت نے محور نہیں بنایا؛ کیونکہ پانچوں نمازوں کی فرضیت کا انکار کرنے سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جس کا عذر باب کھل قبل قبول نہیں چاہے وہ نمازوں پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا، فرض کریں کہ اگر کوئی شخص پانچوں نمازوں پڑھتا ہے اور تمام معتبر شرائط، اركان، واجبات اور مستحبات کی ادائیگی یقینی بناتا ہے، لیکن وہ نماز کی فرضیت کا بغیر کسی عذر کے منکر ہے تو وہ بھی کافر ہے! حالانکہ اس نے نمازوں کی بھوؤی نہیں ہے۔

تو اس سے واضح ہوا کہ ان نصوص کو نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والے پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے، لہذا صحیح موقف یہ ہے کہ نمازوں نے والا شخص کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسے کہ یہی بات امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی کتاب "سنن" میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مردی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی: (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، جان بوجھ کر نماز ترک کی تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا)

اسی طرح اگر ہم نے ان نصوص کو نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والے پر محمول کر دیا تو نمازوں کو خاص کرنے کا فائدہ ہی باقی نہیں رہے گا؛ کیونکہ پھر یہ حکم نمازوں کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تو زکاۃ، روزے اور حجج سب کے ساتھ ہے چنانچہ اگر کوئی بھی شخص ان میں سے کسی ایک عمل کو اس کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے چھوڑ دے تو وہ کافر ہو جائے گا، الا کہ لا علیمی کی صورت میں اس کا کوئی عذر ہو۔

تو جس طرح تارک نمازوں کو کافر قرار دینا کتاب و سنت کے دلائل کا تقاضا ہے، اسی طرح عقلي دلیل بھی اس بات کی متناقضی ہے کہ اسے کافر مانا جائے، لہذا [عقلی طور پر] یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص نمازوں کی نہ پڑھے اور مومن بھی ہو! حالانکہ نمازوں کا ستوں ہے! اسی نمازوں کیلئے یہ اتنی تر غیب ہے کہ جس مومن کے ہوش و حواس قائم ہوں اسے نمازوں کا وقت داخل ہونے پر فوری طور پر پڑھنی ہوگی! اور نماز ترک کرنے پر اتنی زیادہ وعدہ ہے کہ جس مومن کے ہوش و حواس قائم ہوں اسے نمازوں کے صانع کرنے سے بچا ضروری ہے! تو ایسی صورت میں نمازوں کے صانع کرنے سے بچا ضروری ہے! اور ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ: یہاں پر تارک نمازوں پر لاگو ہونے والا کفر، کفر ان والا ہو یعنی جس کو ناشکری کہتے ہیں، اور اس کفر سے مراد دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا کفر مراد نہ ہو جسے کفر اکبر کہتے ہیں؛ بلکہ کفر کی ذمیں اقسام مراد ہوں، تو پھر ان نصوص کا معنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث جیسا ہو گا (لوگوں میں دو چیزیں کفر کا باعث ہیں: نسب نامے میں قد غنی لگانا، اور میت پر نوح کرنا) اور اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ: (مسلمان کو گالی دینا فتن ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے) دیگر احادیث میں بھی اسی طرح لگنا ہوں پر کفر کا لفظ بولا گیا ہے۔

تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ: یہ احتمال اور مثالیں کی اعتبار سے صحیح نہیں ہیں:

1- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کو کفر اور ایمان کے درمیان امتیازی حد قرار دیا ہے جس کی وجہ سے دونوں میں فرق عیا ہوتا ہے، اب کفر اور ایمان دو الگ الگ چیزیں ہیں ان میں سے کوئی ایک دوسرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔

2- نمازوں کا اسلام میں سے ایک رکن ہے، اور رکن کو ترک کرنے والے کو کفر سے موصوف کرنے کا تقاضا یہ بتاتا ہے کہ یہ دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا کفر ہو؛ کیونکہ نمازوں کو ترک کرنے سے اسلام کا ایک رکن منعدم ہو جاتا ہے، لہذا نمازوں کو ترک کرنے کا معاملہ کسی ایسے عمل جیسا نہیں ہے جس میں کسی کفر سے کام کرنے والے پر کفر کا صرف جزوی وصف لاگو کیا جائے۔

3- ایسی دیگر نصوص بھی ہیں جن میں نماز چھوڑنے والے پر یہ حکم لگایا گیا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اس لیے ان نصوص میں موجود کفر کو اسی معنی میں لیا جائے گا جس کے مطابق دیگر روایات کے الفاظ میں، تاکہ تمام احادیث کا معنی اور مضموم یکساں ہو جائے۔

4- احادیث مبارکہ میں نماز چھوڑنے پر کفر کا حکم لگاتے ہوئے ایک مختلف تعبیر استعمال کی گئی ہے، چنانچہ نماز چھوڑنے پر کفر کا حکم لگاتے ہوئے فرمایا: "بین الرجل وبين الشرك والكفر" تو یہاں پر لفظ "کفر" کو "ال" کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کفر سے مراد حقیقی کفر ہے، جبکہ نماز کے علاوہ دیگر امور میں کفر کا حکم لاگو کرنے کیلئے لفظ "کفر" کو "ال" کے بغیر ذکر کیا ہے، یا پھر "کفر" فعل ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ: وہ کفریہ عمل کر رہا ہے، یا یہ کام کفریہ عمل ہے، اس سے کفر مطلق مراد نہیں ہوتا جس کی وجہ سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "اقضاء الصراط المستقیم" کے صفحہ 70- طبع السنہ الحمیدیہ - میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "اشتان فی الناس ہما بہما کفر" کی تشریع میں لکھتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اشتان فی الناس ہما بہما کفر" [دو چیزیں جن کے ذریعے لوگ کفریہ عمل کا شکار ہوتے ہیں] کا مطلب یہ ہے کہ: یہ دو خلصتیں کفریہ کام ہیں اور لوگ انہیں کرتے ہیں، یہ دونوں خلصتیں کفریہ کاموں میں شامل ہیں اور لوگوں میں مروج ہیں، اور یہ بات واضح رہے کہ کوئی بھی شخص جو کفریہ کام کرے تو وہ مطلق طور پر کافر نہیں ہو جاتا کہ اسے حقیقی کافر سمجھا جائے، بالکل اسی طرح کوئی بھی شخص اگر اپنی کاموں میں سے کوئی کام کرے تو وہ مومن نہیں بن جاتا جب تک وہ حقیقی طور پر ایمان نہ لے آتے۔ نیز فرمان نبوی میں موجود لفظ "کفر" جب الف لام کے ساتھ معرفہ بن کر آتے اور بغیر الف لام کے نکرہ ہو تو دونوں میں کسی پر کفر کا حکم لاگو کرنے میں فرق ہوتا ہے، جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافرمان ہے: "لیس بین العبد و بین الکفر او الشرک إلا ترک الصلاة" (ترجمہ: بندے اور کفر یا شرک کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے) [اس حدیث میں کفر کو الف لام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے] "انتہی"

جب ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ بغیر عذر کے نماز ترک کرنے والا شخص کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے تو پھر صحیح رائے وہی ہے جو کہ امام احمد کا موقف ہے اور اسی موقف کے مطابق امام شافعی کی بھی ایک رائے ہے، جیسے کہ امام ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: (فَلَمَّا مَرَّ مِنْ يَنْدَهُمْ فَلَمَّا أَنْتَهُمْ مِنَ الظَّلَّةِ وَأَنْتُمْ شَوَّافُو النَّسَوَاتِ) ترجمہ: پھر ان کے بعد ان کی نالائی اولاد ان کی جانشیں ہیں جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کے پیچے لگ گئے [مریم: 59] کی تفسیر کے تحت ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: الصلاة میں ذکر کیا ہے کہ:

"شافعی مذہب کے دو موقوں میں سے ایک موقوف یہی ہے، اور امام طحاوی نے امام شافعی سے خود ان کا یہی موقف بیان کیا ہے"

یہی موقف جسور صحابہ کرام کا ہے بلکہ متعدد اہل علم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن شثیق کہتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے" اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر فرار دیا ہے۔

اسی طرح مشور امام اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے، یہی رائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک اہل علم کی رہی ہے کہ اگر نماز جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے کوئی چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو وہ کافر ہے"

ابن حزم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ :

"سیدنا عمر، عبد الرحمن بن عوف، معاذ بن جبل، ابوہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمیں سے یہی موقف مروی ہے، ابن حزم نے مزید کہا کہ ہمیں اس مسئلے میں صحابہ کرام کے مابین کوئی مخالف نظر نہیں آیا" ان کی یہ بات امام منذری نے الترغیب والترہیب میں نقل کی ہے، اور امام منذری مزید صحابہ کرام کے نام آگے لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ :  
"عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی یہی متفق ہے"

پھر انہوں نے کہا ہے کہ :

"صحابہ کرام کے علاوہ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مبارک، نجحی، حکم بن عتبہ، ایوب سختیانی، ابو داود طیالسی، ابو بکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب و دیگر ائمہ کا بھی یہی موقف ہے" اُنہیں

واللہ اعلم.